سوال

(555) مذاکرہ علمیہ دربارہ مسئلہ فرائض

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مذاکرہ علمیہ دربارہ مسئلہ فرائض

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مذاکرہ علمیہ دربارہ مسئلہ فرائض

(از قلم جناب حضرت مولوی صاحب عبید اللہ صاحب صدر یا زار دھلی)

صورت مسئولہ یہ ہے ۔ بیٹی ۔ بہن ۔ چچازاد ۔ بھائی مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ بیٹی ذات الفرض کے بعد اقرب الی المیت کوملے گا ۔ (مدیر)

مذاکرہ علمیہ دربارہ مسئلہ فرائض کا اعلان اخبار اہلحدیث مورخہ 15 نومبر 1935ء میں میری نظر سے گزرا تھا ۔ جس میں علماء کو متوجہ کیا گیا تھا کہ اس پر قلم اٹھائیں مذاکرہ واقعی قابل توجہ تھا میں اخبار اہلحدیث برابر دیکھتا رہا لیکن وائے افسوس بر حال ماکہ لذت کش انتظار ہی رہا کسی نے اس طرف عنان توجہ منعطف نہ کی پھر خبار اہلحدیث مورخہ 1 جنوری میں پر زور لفظوں کے ساتھ علماء کو متوجہ کیا گیا کہ اس پر ضرور قلم اٹھائیں ۔ مذاکرہ کی صورت یہ تھی کہ ایک حدیث ہے ۔

ما ابقتہ الفرائض فلاولی رجل ذکر دوسری حدیث ہے اجعَلُوا الأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةً

حدیث اول کی رو سے عصبہ صرف مرد ہی ہوسکتا ہے عورت نہیں اور حدیث دوم کی رو سے عورت بہن عصبہ ہوسکتی ہے اب مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے بیٹی بہن چچیرا بھائی چھوڑا تو دونوں حدیثوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے تقسیم مال کس طرح ہوگی ۔ میں عالم شخص نہیں مگر دیکھا کہ ہمارے اکابر خاموشی سے کام لے رہے ہیں اسپر قلم اٹھانے کا نام نہیں لیتے ہیں تو'' لفجوائے بدنام کنندہ نکونامے چند'' محض اس خیال سے اللہ کا نام لے کر خامہ فرسائی کی جراءت کر بیٹھا کہ ممکن ہے کہ مجھ سے کم علم کے اقدام کرنے پر ہمارے اکابر قلم اٹھانے کی زحمت گوارا فرمائیں ۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وہو حسبی ونعم الوکیل

مذکورہ بالا حدیثوں میں قابل غور حدیث اول ہے کیونکہ اس میں عام حکم یہ ہے اہل فرض کو ان کا حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ اس عصبہ کا ہے جو مذکر ہو چنانچہ اس میں

صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اور علماء رحمۃ اللہ علیہ اجمعین کے دو گروہ ہیں۔ ایک حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حدیث مذکور کے راوی بھی ہیں۔ اور اہل ظاہر ان لوگوں کا یہی مذہب ہے۔ کہ اصحاب فرائض کو دینے کے بعد باقی ماندہ عصبہ مذکر کو ملے گا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث مذکور کے اس آیت شریفہ سے بھی حجت پکڑتے ہیں۔

إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ١٧٦ سورة النساء

یعنی اگر کوئی مر جائے۔ اور اس کی اولاد نہ ہو۔ اور اس کی بہن ہو تو اس کے واسطے مال متروکہ کا نصف ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ بہن کو بیٹی کے ساتھ جو شخص کچھ دلائے وہ ظاہر قرآن کا مخالف ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی ایک جماعت اور علماء جمہور کا یہ مسلک ہے کہ بہن بیٹی کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہے۔ بیٹی کو دینے کے بعد جو باقی بچے وہ بہن کو ملے گا۔ امام المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ باب باندھتے ہیں۔ باب میراث الاخوات مع البنات عصبۃ اس باب کی شرح کے تحت ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

قال ابن بطال اجمعوا علی ان الاخوات عصبۃ البنات فیرثن ما فضل عن البنات

یعنی ابن بطال کہتے ہیں۔ کہ لوگوں کا اس پر اجماع ہے۔ کہ بہنیں بیٹیوں کی بنائی ہوئی عصبہ ہیں۔ پس بیٹیوں سے جو فاضل بچے گا اس کی وارث ہوں گی۔

نیل الاوطار جزء ششم کے صفحہ 117 میں حدیث اول کے ماتحت میں علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

والحدیث یدل علی ان الباقی بعد استیفاء اہل الفروض المقدرۃ لفروضھم یکون لاقرب العصبات من الرجال ولا یشارکہ من ہو ابعد منہ وقد حکی النووي الاجماع علی ذلک وقد استدل بہ ابن عباس ومن وافقہ علی ان المیت اذا ترک بنتا واختا واخا یکون للبنت النصف والباقی للاخ ولا شئی للاخت انتہی

یعنی حدیث (ما ابقتہ الفرائض الخ) اس پر دال ہے کہ قرآن مجید میں مقرر فرض والوں کو ان کا فرض دینے کے بعد باقی ماندہ قریب کے عصبہ مذکر کا ہو گا۔

اور جو عصبہ بعید ہے وہ اس کا شریک نہ ہو گا امام نووی رحمۃ اللہ علیہ حکایت کرتے ہیں کہ اجماع اس پر ہے ابن عباس اور ان کے موافقین نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ میت جب بیٹی بہن اور بھائی کو چھوڑے تو آدھا بیٹی کا ہو گا اور باقی بھائی کا بہن کو کچھ نہ ملے گا بظاہر علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے مسلک کو ترجیح دی ہے۔

''لیکن امام نودی رحمۃ اللہ علیہ مسلم شریف کی شرح میں اس حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں یہ حدیث عصبہ (1) کی وارثت کے متعلق ہے اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ فروض کے بعد جو باقی بچ رہے عصبہ (2) کا ہے قریبی عصبہ مقدم کیا جائے گا پھر اس کے بعد کا قریبی تو عصبہ قریب کے ہوتے عصبہ بعید وارث نہیں ہو سکتا پس اگر کسی نے بیٹی بھائی اور چچا چھوڑا تو آدھا بیٹی کا فرض کے مطابق ہو گا اور باقی بھائی کا چچا کو کچھ نہیں ملے گا۔''

آگے فرماتے ہیں کہ میرے اصحاب نے کہا کہ عصبہ کی تین قسمیں ہیں ایک عصبہ بنفسہ دوسرے عصبہ لغیرہ تیسرے عصبہ مع غیرہ۔

اگر کوئی بیٹی حقیقی بہن اور سوتیلا بھائی چھوڑے تو ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے کہ بیٹی کو آدھا ملے گا اور باقی بہن کو سوتیلے بھائی کو کچھ بھی نہ ملے گا حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری جز 27۔ صفحہ نمبر 295). میں حدیث (ما ابقتہ الفرائض الخ) کے تحت میں لکھتے ہیں۔

کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ذکو صفت لفظ اولی کی ہے رجل کی نہیں ہے اور اولی معنے میں قریب کے لئے تو گویا یوں کہا کہ باقی ماندہ میت کے قریبی مذکر کے لئے ہے جو صلب کی جانب سے ہو نہ کہ اس کے لئے جو بطن کی جانب سے ہو پس اولی باعتبار معنی کے میت کی طرف مضاف ہے اور اگر رجل کو ذکر کر کے اولویۃ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے تو اس سے یہ فائدہ نکلا کہ میراث کی نفی اس اولی سے کی گئی ہے جو ماں کی جانب سے ہو مثلاً ماموں اور لفظ ذکر سے میراث کی نفی عورت عصبہ سے ہے۔ اگرچہ وہ میت کی جانب باعتبار صلب کے منسوب

ہو۔

پھر اس جز 27 کے صفحہ 296 میں۔ میں اسی حدیث کے تحت میں طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول فقل کرتے ہیں طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک جماعت یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے متبعین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے اس مسئلہ پر استدلال کرتے ہیں کہ کسی نے بیٹی اور حقیقی بھائی بہن چھوڑا تو بیٹی کا آدھا باقی بھائی کا ہوگا بہن کا کچھ نہ ہوگا اگرچہ وہ حقیقی ہی کیوں نہ ہواور اس کا لحاظ اسمیں کیا ہے کہ حقیقی بہن کے ساتھ اگر کوئی عصبہ ہو تو بہن کا بیٹی کے ساتھ کچھ نہ ہوگا بلکہ بیٹی کے بعد جو بچے وہ عصبہ کا ہے اگرچہ وہ عصبہ بعید ہواوران لوگوں نے اللہ تعالی کے قول۔ ۔ آیت اِنِ امرُؤٌہلکَ لَیسَ لَہٗ وَلَدٌ وَلَہٗ اُخْتٌ فَلَھَا نِصْفُ مَاتَرَکَ سورۃ النساء 176 سے بھی محبت بکڑی اور کہتے ہیں کہ جو شخص بیٹی کے ساتھ بہن کو دلائے وہ ظاہر قرآن کا مخالف ہے ۔ طحاویر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ان لوگوں پر بالاتفاق استدلال پیش کیا گیا اس بات پر کسی نے بیٹی اور پوتا پوتی مساوی درجہ کے چھوڑا تو آدھا بیٹی کا ہوگا اور باقی پوتا پوتی کے درمیان تقسیم ہوگا پوتے کو مذکر ہونے کے سبب سے باقی کے ساتھ مختص نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ اسکی بہن کو بھی وارث قرار دیا حالانکہ وہ مونث ہے اس سے معلوم ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اپنے عموم پر بلکہ کسی خاص بارے میں ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی بیٹی اور وپھوپھی چھوڑے تو بے شک آدہا بیٹی کا اور باقی ماندچچا کا ہوگا نہ کہ پھوپھی کا طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کے آیت سے حجت پکڑنے کا جواب دیا ۔ کے لوگوں کا اس پر اجماع ہے ۔ کہ میت اگر بیٹی اور سوتیلا بھائی چھوڑے ۔ تو آدھا بیٹی کا اور باقی بھائی کا ہوگا ۔ اور اللہ تعالیٰ نے قول لیس لہ ولد کا مطلب یہ ہے کہ ولد سے وہ ولد مراد ہے جو کل کا مالک ہوسکے ۔ نہ وہ ولد جو کل کا مالک نہ ہوسکے ۔

حاصل کلام یہ کہ حدیث اول سے معلوم ہوا کہ اصحاب فروض کو مفروضہ حق دینے کے بعد باقی ماندہ عصبہ کو ملنا چاہیے ۔ علماء کی تصریح کے مطابق عصبہ کی تین قسمیں ہیں ۔ ایک عصبہ بنفسہ کہ اگر اصحاب فروض نہ ہوں ۔ تو کل مال کا مالک بذات خود ہوجائے ۔

دوسرے عصبہ لغیرہ کہ بذات خود تو عصبہ نہ ہو۔ مگر بذات خود عصبہ بننے والے کے ساتھ عصبہ بن جائے ۔ جیسے بیٹی اور پوتی وغیرہ کہ اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ ہوجاتی ہے ۔

تیسرے عصبہ مع غیرہ جو بذات خود عصبہ نہ ہو بننے والے کے ساتھ مل کر عصبہ بنے جیسے بہن کو بیٹی کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہے ۔

جب عصبہ کی تین قسمیں ہوئیں ۔ تو بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے ۔ کہ کئی کئی عصبے جمع ہوجاتے ہیں ۔ جیسے عصبہ بنفسہ قریبی عصبہ لغیرہ عصبہ مع غیرہ یا صرف عصبات بنفسہ یا عصبہ بنفسہ بعید اور عصبہ مع غیرہ تو ان صورتوں میں باقی ماندہ کا مستحق کون ہوگا اگر پہلی صورت پیش آجائے ۔ تو عصبہ بنفسہ قریبی باقی ماندہ کا مستحق ہوگا ۔ مگر اپنے اس حق میں اس کو بھی شامل کرے گا ۔جسے وہ عصبہ بناتا ہے ۔ مثلا بیٹا بیٹی بہن اور ماں کو کوئی چھوڑے ۔ تو ماں کا فرض مقرر کردینے کے بعد باقی ماندہ کو بیٹا بیٹی تقسیم کرلیں گے ۔ بہن کو کچھ نہ ملے گا ۔

اور اگر دوسری صورت پیش آجائے ۔ تو جو میت سے زیادہ قریب ہوگا ۔ وہ کل باقی ماندہ کو لے لے گا جیسے ماں ۔ بیٹا بھائی چچا یا ان کے لڑکے جمع ہوجائیں تو ماں کے دینے کے بعد باقی ماندہ کا مالک بیٹا یا اس کا لڑکا ہوگا ۔ بھائی چچا یا ان کے لڑکوں کو کچھ نہیں مل سکتا ۔

اور اگر تیسری صورت پیش آجائے یعنی عصبہ بنفسہ بعید اور عصبہ مع غیرہ جمع ہوجائیں تو بھی اقرب کا لحاظ کیا جائے گا جیسے بیٹی بہن اور سوتیلا بھائی کو کوئی چھوڑے تو بیٹی کو آدھا بقدر فرض دینے کے بعد باقی ماندکی مالک بہن ہوگی سوتیلا بھائی نہیں ہوسکتا کیونکہ بہن سوتیلے بھائی سے زیادہ قریب ہے اول اور دوم صورت میں حدیث

اول ما ابقتہ الفرائض فلاولی رجل ذکر رجل

ذکر پر عمل کیا جائے گا اور تیسری صورت میں حدیث ۔

اجعلوا الاخوات مع البنات عصبۃ

اس قدر تفصیل کرنے کے بعد مسئلہ مذاکرہ کے اندر دیکھا تو یہی تیسری صورت پائی جاتی یعنی بہن چچازاد بھائی بہن اگرچہ عصبہ مع الغیر ہے اور چچازاد عصبہ نبفسہ ہے مگر بہن میت

سے زیادہ قریب ہے اورپچازاد بھائی بالکل بعید ہے اسی لئے بیٹی کو آدھادینے کے بعد باقی ماند آدھے کی مالک بہن ہوگی پچازاد کوکچھ نہیں ملے گا یہی علماء کا متفق علیہ اور معمول بہ ہے اول ماابقتہ الفرائض فلاولی رجل زکر رجل

طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق عموم پر محمول کی جائے گی اوراگر عموم پر ہی محمول کی جائے پھر بھی بہن کے ہوتے پچازاد کو کچھ نہیں مل سکتا کیونکہ اس عموم سے رسول اللہ ﷺ کی خاص کردہ ہے علاوہ ازیں اگر بیٹی کے ساتھ بہن ہو تو

اول ماابقتہ الفرائض فلاولی رجل زکر رجل پر عمل ہوگا اوراگر بہن ہو تو۔اجعلوا الأخوات مع البنات عصبة پر عمل کیا جائے گا۔

اہل حدیث

قابل مجیب نے بہن کواقرب ہونے کی وجہ سے اسی کو عصبہ بنایا ہے مولوی احمد دین سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سابقہ پرچہ میں درج ہوچکا ہے موصوف نے پچازاد بھائی کو عصبہ بنا کرباقی کا وارث بنایا ہے۔ دونوں جوابوں میں اختلاف ہے۔ مسئلہ ضروری ہے۔ اہل علم بالضرور توجہ کریں۔ (اہلحدیث امرتسر ص809۔ 7فروری 196ء)

زوی الفروض

دولڑکیاں ایک بہن ایک چچیرا بھائی حدیثی جھگڑا۔ 1۔ لڑکیاں۔ حقدار دوثلث باقی کےلئے بہن عصبہ۔ 2۔ بہن کی بجائے پچازاد عصبہ ہے۔ جاہل ہوکر دخل ور معقولات گستاخی ہے۔

رموز مملکت خویش خسرواں دانند

مدعا مذاکرہ ہے مقصود تخالف حدیث کورفع کرنا ہے۔ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ دین میں حسب مواقع عقل کو بھی دخل ہے۔ بظاہر بہن عصبہ اول ہے۔پچازاد درجہ دوم ہے۔ اگر یہ قضیہ برپسندیدگی لڑکیاں چھوڑا جاوے تو کیا گناہ ہے۔ ؟ ایک حدیث پر عمل ہوگا۔ اصحاب خرد نے بھی آخر اپنی رائے سے کام لیا ہے۔ واللہ اعلم

جب دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ توایک پر ہی عمل ہوسکتا ہے۔ جس میں موقع شناسی کی ضرورت ہو۔ (احقر قاسم علی اور سیر پنشنر۔ بہاولپور) (اہلحدیث امرتسر ص2610زی الحجہ 1354ہجری)

1۔ (1) عصبہ کے معنی لڑکوں اور قربت داروں زینہ کے جو باپ کی طرف سے ہوں۔ (نصیر لغات جلد2 صفحہ 37۔) (2) بہن عصبہ نہیں بنتی بلکہ بحکم حدیث مذکور عصبہ منصوصہ ہے اوریہی صحیح ہے (اہلحدیث)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد2ص511

محدث فتویٰ